# تعدّد ازدواج

## ایک نئی کاوش

محمد شعیب صاحب حیدر آباد سندھ سے لکھتے ہیں کہ تعدد ازدواج پر جتنے مضامین ماہنامۂ "ثقافت" میں اب تک شائع ہوتے رہے ہیں وہ سب میری نظروں سے گزرے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد آتا ہے اس سلسلے کی آخری کڑی مولانا عبدالسلام ندوی کا مضمون تھا۔ اس مضمون کی خصوصیت یہ تھی کہ غالباً یہ وہ آخری مضمون تھا جو انہوں نے اپنی زندگی میں لکھا تھا کیونکہ اس کی اشاعت سے پہلے ہی وہ وفات پا چکے تھے۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو اس مضمون کی ایک اور بڑی خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ پورے حلقۂ دارالمصنّفین کے علی الرغم لکھا گیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید "معارف" میں اس مضمون کی پذیرائی نہ ہوسکی۔ اس لئے مرحوم نے اس کی اشاعت کے لئے "ثقافت" کو منتخب فرمایا۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو یہ واقعہ ہے کہ میں ان تمام مضامین سے جو "ثقافت" میں شائع ہوتے رہے ہیں بہت متاثر ہوا ہوں۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب کا انداز اپنا ہے اور پسندیدہ۔ اور جسٹس عبدالرشید صاحب کا مضمون اگرچہ مختصر ہے لیکن جامع ہے۔ مولانا جعفر شاہ صاحب ندوی نے تو اس سلسلے میں متعدد مضامین لکھے ہیں اور اس کے بہت سے نازک پہلوؤں پر اچھی بحث کی ہے۔ مولانا عبدالسلام ندوی کا جرأت مندانہ مضمون بھی اپنا خاص انداز رکھتا ہے جس میں بعض باتیں نئی اور مؤثر ہیں۔ اس وقت مجھے عریضہ ارسال خدمت کرنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ تلاوت قرآن کرتے کرتے ایک آیت میرے سامنے ایسی آئی ہے جس میں تعدد ازدواج کے مسئلے پر ایک نئے انداز سے روشنی پڑتی ہے۔ میں جو کچھ سمجھ سکا ہوں وہ عرض کئے دیتا ہوں تاکہ آپ بھی اپنی رائے دیں۔ مجھے رائے لینے کی ضرورت اس لئے پڑی کہ کوئی نئی بات جو پرانی تفسیروں میں نہ ہو زبان سے نکالتے وقت خوف آتا ہے کیونکہ لوگ اسے تفسیر بالرائے کہنے لگتے ہیں۔ آیت قرآنی یوں ہے:

اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن .... (طلاق آیت ۶)

جہاں تم رہو وہیں ان مطلّقہ (جنی) عورتوں کو بھی رکھو اپنی حیثیت کے مطابق اور محض انہیں تنگ کرنے کے لئے مضارّت نہ کرو۔

اس آیت شریفہ میں لفظ "مضارۃ" غور طلب ہے۔ اس کا مادّہ ض ر ر ہے جس کے معنی نقصان کے ہیں۔ "مضارت" کے معنی المنجد میں یہ لکھے ہیں:

نقصان پہنچانا، مخالفت کرنا، سوکن لانا۔ ضارۃ امرأتہ کے معنی ہیں اخذ علیھا ضرۃ یعنی اس پر سوکن لایا۔
سوال یہ ہے کہ اگر ہم آیت کا ترجمہ یوں کریں کہ اپنی بیویوں کو محض ستانے اور تنگ کرنے کے لئے (لتضیقوا علیھن) ان پر سوت نہ لاؤ تو اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟

یہاں یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ بیوی کو ایک سوکن لا کر تنگ کرنا بڑی واضح بات ہے۔ ایک سوت آنے کے بعد بیوی کا معاشی مکانی اور ذہنی تنگی و ضیق میں مبتلا ہونا اتنی واضح بات ہے کہ کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ اس آیت کا اگر یہ مفہوم لیا جائے تو تفسیر بالرائے یا گناہ تو نہ ہوگا؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ مفہوم لینے کے بعد مطلب یہ ہوگا کہ یہ ممانعت صرف وہیں ہوگی جہاں جذبۂ انتقام کی تسکین یا نیت تضییق کے تحت سوکن لائی جائے۔ اور اگر کسی قومی یا انفرادی خیر کے لئے ___ نہ کہ تنگی پیدا کرنے کی نیت سے ___ سوکن لائی جائے تو اس کے جواز میں کوئی شک نہ ہونا چاہیئے۔ اور میرا خیال ہے کہ آپ بھی اس کے قائل ہوں گے .....

**ثقافت** ۔ ہمارے نزدیک قرآن سے اچھے نکات پیدا کرنا کوئی تفسیر بالرائے نہیں۔ تفسیر بالرائے کا صحیح مطلب یہ ہے کہ قرآنی مفہوم کو اپنی رائے کا پابند بنایا جائے۔ جتنی تفسیریں بھی لکھی گئی ہیں وہ بلاشبہ سعی مشکور ہیں لیکن وہ ابدی نہیں۔ اپنے اپنے دَور کی بہترین تفسیریں ہیں۔ قرآن کے حقائق و معارف کسی دَور کے مخصوص مقتضیات و تصورات میں بند ہو کر نہیں رہ سکتے۔ قرآن لامحدود خدا کا کلام ہے اور اس کی معنویت لامحدود ہے اسے کسی خاص دَور کی تفسیر میں بند کر دینا قرآن کی لامحدودیت کو محدود کر دینا ہے حالانکہ قرآن تو ایک ایسا شجرہ طیبہ ہے جو ہمیشہ نئے سے نئے ثمرات بخشتا رہے گا۔ (تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا)

مگر یہ بات کبھی نہ بھولنا چاہیئے کہ کسی نئی تفسیر کے لئے عام روح قرآنی کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ عام قرآنی تعلیمات اور اس کی اسپرٹ سے اگر کوئی تفسیر متصادم ہوتی ہو تو وہ جدید تفسیر تو ایک طرف رہی کوئی پرانی سے پرانی متبرک تفسیر بھی نہیں تسلیم کی جائے گی خواہ اسے لوگ یکے بعد دیگرے نقل کرتے چلے آئے ہوں ___ اب آپ ہی دیکھئے نا کہ شاہ ولی اللہ محدث سے پہلے سارے مفسرین سینکڑوں آیات کو منسوخ مانتے چلے آئے ہیں، تو کیا ہم صرف اس لئے بہت سی آیاتِ قرآنی کو منسوخ مان لیں کہ پچھلی تفسیروں میں ان کو منسوخ قرار دیا گیا ہے؟ پس جس طرح تفسیروں میں کسی بات کا ہونا قابلِ استفادہ ہونے کے باوجود اس کے سو فی صد صحیح ہونے کی ضمانت نہیں۔ اسی طرح تفسیروں میں کسی بات کا نہ ہونا بھی اس کے سو فی صد غلط ہونے کی دلیل نہیں۔ جتنی عمدہ باتیں اور معقول نکتے آپ قرآن سے نکال سکتے ہیں شوق سے نکالئے مگر اتنا ضرور دیکھ لیجئے کہ اس کا رُخ قرآنی روح کے مطابق ارتقاء کی طرف ہو۔

عرصہ ہوا ایک بہت معمولی پڑھے لکھے شخص نے کہا کہ: قرآن کی ایک آیت ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ اس کے معنی ہیں کہ بُرائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ اس آیت سے تمام مفسرین برابر کا بدلہ لینے کا جواز نکالتے ہیں۔

اور یہ بھی درست۔ لیکن اسی آیت میں عفو و درگزر کی بھی تعلیم ہے۔ خدا یہ بتانا چاہتا ہے کہ برائی کا..........، بدلہ بھی ویسی ہی بُرائی ہی ہے یعنی اگر کسی نے ایک طمانچہ مارا اور اس کے جواب میں آپ نے بھی ویسا ہی ایک طمانچہ مار دیا تو خواہ قانوناً یہ جائز ہو لیکن اگر غور سے دیکھئے تو کام دونوں نے یکساں کیا۔ فرق فقط آگے پیچھے کا ہے۔ پس جیسی بُرائی پہلا طمانچہ ہے ویسی ہی بُرائی دوسرا جوابی طمانچہ بھی ہے۔ اس لئے اگر برائی سے بچنا چاہتے ہو تو اسی طرح کی بُرائی خود کرنے سے بچو۔ اور اس کی شکل یہی ہو سکتی ہے کہ تم طمانچہ مارنے کی بجائے معاف کر دو۔ یہی بہترین بدلہ ہے۔

یہ تفسیر اگرچہ ہر جگہ صادق نہیں آتی لیکن بات بڑی مزے کی ہے اور روحِ قرآن سے متصادم نہیں اس لئے ہم اسے ماننے سے محض اس لئے کیوں انکار کریں کہ کسی تفسیر میں موجود نہیں؟ پس ہماری دانست میں آپ نے مضارۃ کی جو نئی تفسیر بیان کی ہے وہ اگر لغتِ عرب سے ثابت نہ ہوتا تو ہمیں بھی تسلیم کرنے میں تامل ہوتا لیکن لغتاً وہ معنی درست ہیں اور اس معنی کے لحاظ سے جو تفسیر آپ نے کی ہے وہ تعلیماتِ قرآنیہ اور اس کی اسپرٹ سے متصادم نہیں ہوتی۔ میں نے ابھی اقرب الموارد نکال کر دیکھی تو اس میں بھی یہ معنی موجود ہیں۔

پس اس لحاظ سے یہ کہنا غلط نہیں کہ بیوی کو محض تنگ کرنے کے لئے ایک سوکن لانا خلافِ قرآن ہے۔ تعدد ازدواج کا مقصد عورتوں کی معاشی و ذہنی تنگیوں کو دور کرنا ہونا چاہیئے نہ کہ اور تنگی پیدا کرنا۔ تعدد ازدواج محض ایک ایسی وقتی ضرورت ہے جس کی اجازت کا فیصلہ صرف معاشرہ دے سکتا ہے۔ ہر شخص کو محض اپنی صوابدید سے کسی ایسے مسئلے کا فیصلہ کر دینے کا حق نہیں جس کا تعلق پورے معاشرے سے ہو۔ ہر معاشرے ــــ معاشرے سے ہماری مراد تمام افراد نہیں بلکہ نمایندہ افراد ہیں ــــ کو یہ حق ہے کہ جب چاہے حالات کے مطابق کچھ افراد کو تعدد ازدواج کا حکم دے اور جب چاہے حالات بدل جانے پر اس حکم کو منسوخ کر دے۔

یہ ایک عام غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے کہ قرآن تعدد ازدواج کی مطلق اور بے لگام اجازت دیتا ہے حالانکہ یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ قرآن نے مشروط اجازت دی ہے۔ یہاں تفصیل پیش کرنا مقصود نہیں۔ جن مضامین کا آپ نے ذکر کیا ہے ان میں ان شرائط کی تفصیلات موجود ہیں یہاں یہ کہنا مقصود ہے کہ ان شرائط کی غیر موجودگی میں تعدد ازدواج کی اجازت ہرگز نہیں ہے۔ وہ موٹی موٹی شرطیں یہ ہیں:

(۱) یتامیٰ (بے باپ بچوں اور بے شوہر عورتوں) کا مسئلہ معاشرے میں پیچیدگی پیدا کر رہا ہو۔ (وان خفتم الا تقسطوا فی الیتٰمیٰ الخ)

(۲) عدل بین النساء (فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ)

(۳) نفقہ (وعلی المولود لہٗ رزقھن وکسوتھن)

(۴) جنسی تسکین اگر اس کی ضرورت ہو۔ (لفظ نکاح کے مفہوم میں یہ داخل ہے)

ایک دوسری غلط فہمی یہ ہے کہ بہت سے پیش رو بزرگوں کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ صدرِ اوّل سے لے کر آج تک فلاں فلاں بزرگوں نے خوب خوب تعدد ازدواج کئے ہیں لہٰذا ان کی عملی زندگی ہی قرآن کی سب سے بہتر تفسیر ہے۔ ہم اس کے جواب میں صرف یہ عرض کریں گے اگر تعدد ازدواج کرنے والے لوگ متدین اور قابلِ اعتماد بزرگ ہیں تو یقین کر لینا چاہیئے کہ ان شرائط کو پورا کئے بغیر ہرگز انہوں نے تعدد ازدواج نہیں کیا ہوگا۔ اور اگر ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو دراصل متدین نہیں تھے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ان سے غلطی ہوگئی ہوگی اور وہ حجت نہیں ہیں۔ ہمیں اپنے دَور کے حالات کو دیکھنا چاہیئے کہ آیا یہ شرائط پوری ہوتی ہیں یا نہیں۔ اگر ہوتی ہیں تو فبہا۔ ورنہ اس پر پابندی لگانا کسی طرح خلاف شریعت نہیں کہا جا سکتا۔

---


## عقائد و اعمال

مصنفہ محمد مظہر الدین صدیقی

قیمت بارہ آنے

## اسلام میں حریت، مساوات، اخوت

خواجہ عباد اللہ اختر

قیمت ایک روپیہ

## اسلام اور حقوقِ انسانی

مصنفہ خواجہ عبد اللہ اختر

قیمت ایک روپیہ چار آنے

## اسلام کا معاشی نظریہ

مصنفہ محمد مظہر الدین صدیقی

قیمت ایکروپیہ آٹھ آنے

## دینِ فطرت

مصنفہ محمد مظہر الدین صدیقی

قیمت ایکروپیہ آٹھ آنے

## اسلام کی بنیادی حقیقتیں

مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم و دیگر رفقائے ادارہ

قیمت دو روپے آٹھ آنے

## اسلام کا نظریۂ تعلیم

مصنفہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین

قیمت ایکروپیہ

## اسلام کا نظریۂ اخلاق

مصنفہ محمد مظہر الدین صدیقی

قیمت ایکروپیہ بارہ آنے

ملنے کا پتہ:۔ مینجر ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور